سوال

(153) داڑھی مسلمان کو کس قدر لمبی رکھنے کا حکم ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

داڑھی مسلمان کو کس قدر لمبی رکھنے کا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حدیث میں آیا ہے۔ داڑھی کو بڑھاؤ جس قدر خود بڑھے۔ ہاتھ کے ایک قبضے کے برابر رکھ کر زائد کٹوادینا جائز ہے۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک قدرتی گول تھی۔ تاہم اطراف وجوانب طول وعرض سے کس قدر کانٹ چھانٹ کر دیتے تھے۔ (2 ذی قعدہ 31 ہجری)

تشریح

(از حضرت العلام مولانا عبدالوہاب صاحب آروی)

واضح ہو کہ اس میں تو شک نہیں کہ داڑھی کا بڑھانا اور مونچھوں کا کٹوانا حضرات انبیاء علیھم السلام کی سنت قدیمہ سے ہے۔ اور اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ صحیحین میں روایت ہے۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ : خَالِفُوا المُشرِكِينَ : وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحفُوا الشَّوَارِبَ

ترجمہ۔ ''عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مشرکوں کا خلاف کرو۔ داڑھی کو بڑھاؤ۔ اور مونچھوں کو خوب کٹواؤ''۔ اور بخاری شریف کی دوسری روایت ہے۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ انهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعفُوا اللِّحَى

اور ترمذی شریف کی روایت میں ہے۔

عن عائشة قال عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية والسواک والاستنشاق وقص الاظفار وغسل الراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء قال ذکریا قال مصعب ونسیت العاشرة

الاان تکون المضمضۃ (ترمذی جلد ثانی صفحہ 100)

ترجمہ۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فطرۃ (انبیاء علیہ السلام کی سنت سے دس چیزیں ہیں۔ 1۔ مونچھ کٹوانا۔ 2۔ داڑھی کا بڑھانا۔ 3۔ مسواک کرنا۔ 4۔ ناک میں پانی لینا۔ 5۔ ناخنوں کو تراشنا 6۔ انگلیوں کی گرہوں کو دھونا۔ 7۔ بغل سے بال اکھاڑنا۔ 8۔ زیر ناف کے بال مونڈھنا۔ 9۔ پانی سے استنجا کرنا۔ 10۔ راوی حدیث مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیا۔ غالباً 10 وہ کلی کرنا ہے۔ ان چند سطروں کی تحریر سے اس بات کی بخوبی وضاحت استدلالی صورت میں ہوگئی۔ کہ داڑھی کا بڑھانا۔ حضرات انبیاء علیہ السلام کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ جس کی آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو مخاطب فرما کر وجوبی (1) صورت میں ترغیب دی۔ اوراس کے لئے آپ نے کوئی حد اوروقت بھی معین نہیں فرمایا۔ لیکن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ملاحظہ ہو۔

واخرج ابوداود من حدیث جابر حسن قال کنا نعفی السبال الافی حجۃ او عمرۃ

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ (صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین) داڑھی کے بالوں کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔ مگر حج یا عمرہ میں کٹوایا کرتے تھے۔'' اور شرح نخبہ میں شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ عسقلانی تحریر فرماتے ہیں۔

ومثال المرفوع من الفعل حکما ان یفعل الصحابی مالا مجال فیہ للاجتہاد فینزل علی ان ذلک عندہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما قال الشافعی فی صلوۃ علی فی الکسوف فی کل رکعۃ اکثر من رکوعین انتہی

وقال السیوطی من المرفوع ایضا ما جاء عن الصحابی ومثلہ لایقال من قبل الراي ولا مجال للاجتہاد فیہ فیحمل علی السماع جزم بہ الرازي فی المحصول وغیرہ من ائمۃ الحدیث وترجم علی ذلک الحاکم فی کتابہ معرفۃ الاسانید التی لایذکر مسندہا الخ (تدریب الراوی ص 63)

دونوں عبارتوں کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ کہ جب کسی صحابی سے کوئی ایسا امر ثابت ہو جس کی بنا عموماً صرف عقل ہی پر نہ ہوا کرتی ہو۔ اور نہ اس میں اجتہاد کو دخل ہے۔ اور اس صحابی کی عادت اسرائلیات روایت کرنے کی بھی نہیں ہے۔ تو وہ امر حدیث مرفوع کے حکم میں آتا ہے۔ اور موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

ث، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا أَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ، وَهُوَ يُرِيدُ الْحَجَّ، لَمْ يَأْخُذْ مِنْ رَأْسِهِ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا، حَتَّى يَحُجَّ

(ترجمہ۔ ''عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رمضان سے فارغ ہوتے اوران کا حج کا ارادہ ہو تو اپنا سر اور داڑھی نہ کٹواتے یہاں تک کہ حج کرتے اور دوسری روایت میں ہے۔'

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا حَلَقَ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حج یا عمرہ کے لئے سر منڈاتے اوراپنی داڑھی اور مونچھوں سے بھی کم کراتے۔''

اور یہ اثر تعلیقاً بخاری شریف میں ان لفظوں میں مروی ہے۔

وکان ابن عمر اذا حج اواعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑتے اور جو مٹھی سے زیادہ ہوتی اسے کٹوادیتے اوراسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ثابت ہے۔ (حوالہ عنقریب آجائے گا)

یہ دونوں جلیل القدر صحابی رضوان اللہ عنہم اجمعین داڑھی کو کٹوایا کرتے تھے۔ اور داڑھی بڑھانے کی حدیث بھی ان دونوں حضرات سے منقول ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے جو حدیث بخاری شریف میں مروی ہے۔ وہ تو اوپر تحریر ہوچکی ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم شریف میں مروی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مونچھوں کو خوب کٹوایا کرو۔ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔ بہر حال ان حضرات کے فعل اور روایت میں تعارض واقع ہورہا ہے۔ اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ان حضرات نے دیدہ دانستہ حدیث کے خلاف کیا نعوذ باللہ اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کو رسول للہ ﷺ کی حدیث نہیں پہنچی تھی۔ (کیونکہ وہ تو خود ہی روایت کرتے ہیں) اس صورت میں سوائے اس کے کہ ان کے فعل اور روایت میں تطبیق دی جائے۔ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جو تطبیق دی ہے۔ اس کو اس جگہ نقل کردینا مناسب ہے۔

ابوداود والنسائی من طریق مروان بن سالم رایت ابن عمر یقبض علی لحیتہ لیقطع مازاد علی الکف وفی البخاري کان ابن عمر اذاحج اواعتمر قبض علی لحیۃ فما فضل اخذہ واخرجہ ابن ابی شیبۃ وابن سعد ومحمد بن الحسن وروي ابن ابی شیبۃ عن ابی ہریرۃ نحوہ وہذا من فعل ہذین الصحابیین بعارضۃ حدیث ابی ہریرہ مرفوعا احفوا الشوارب واعفوا اللحی خرجہ مسلم وفی صحیحین عن ابن عمر مرفوعا احفوا الشوارب واعفوا اللحی ویمکن الجمع بحمل النہی علی الاستیصال اوماقاربہ بخلاف الذکور ولاسما ان الذي فعل ذلک ہوالذي رواہ تخریج ص 176

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ ان دونوں جلیل القدر صحابیوں رضوان اللہ عنہم اجمعین کے فعل اور روایت میں یوں تطبیق ممکن ہے۔ کہ آپ ﷺ کی حدیث میں جو داڑھی کٹوانے کی ممانعت ہے۔ تو وہ جڑ سے کٹوانے کی ممانعت ہے۔ (جیسا کہ آجکل عام رواج ہے۔) اور مطلقاً کٹوانے کی ممانعت نہیں ہے۔ جیس کہ راویان حدیث سے ثابت ہے۔ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک شخص کی داڑھی کم کرائی تھی (پارہ 24)

تنبیہ

اس مسئلہ میں حضرات محدثین کرام میں اختلاف ہے۔ فریق اول کے نزدیک کسی حالت میں کٹوانا جائز نہیں ہے۔ اور اس کے بہت تھوڑے لوگ قائل ہیں۔ انہیں میں سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بھی یہی ہے۔ فریق ثانی کے نزدیک حج یا عمرہ کے زمانہ میں کٹوانا مستحب ہے۔ اس کے قائل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں۔

فریق ثالث۔ جب کبھی داڑھی کے بال بکھر جاویں اور داڑھی ایک مٹھی سے بڑی ہو اس وقت داڑھی کو مٹھی سے پکڑ کر زیادہ کو کٹوانا جائز ہے۔ اس کے قائل حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ عطار رحمۃ اللہ علیہ۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ اور یہی مذہب اکثر علماء کا ہے۔ بموجب تحریر استاد الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب محدث دہلوی کے چنانچہ شاہ صاحب ممدوح شرح موطا کے حاشیہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر مزکور کے تحت فرماتے ہیں۔ وعلیہ اھل العلم الخ (اہلحدیث امر تسر 7 جنوری 1921ء)

داڑھی کے بڑھانے اور کٹانے کی بحث حضرت الامام مولنا عب الجبار صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مولانا محمد علی صاحب لکھنوی مدنی کا ایک علمی مضمون جو داڑھی کے بڑھانے اور کٹانے کے مسئلے کے متعلق الاعتصام کی کسی گزشتہ اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ اس پر مولوی عبد القادر صاحب حصاروی نے تعاقب کیا۔ جس کے بعض الفاظ فی الحقیقۃ نامناسب تھے۔ اس تعاقب کے جواب میں الاعتصام کی گزشتہ اشاعت میں مولانا محمد علی لکھنوی کا ایک مختصر سا نوٹ شائع ہوچکا ہے۔ آج ہم اس مسئلہ پر حضرت الامام مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ ان کے مطبوعہ مجموعۃ الفتاویٰ ص 241 مولانا محمد داؤد راز صاحب غزنوی کے توجہ دلانے سے شایع کررہے ہیں۔ اُمید ہے کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ اس مسئلہ میں قول فیصل کی حیثیت سے دیکھا جائے گا۔

مٹھی سے زائد داڑھی کٹوانے کا جواز

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیاں شرح متین اس مسئلے میں کہ داڑھی کو ایک مشت سے کم کرنے والا تارک سنت ہے یا نہیں؟ بنیوا توجروا

الجواب وھوالموفق للصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ السلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

داڑھی اگر قبضہ سے زائد ہو تو اس کا کٹوانا جائز ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔

وکان ابن عمر اذاحج اواعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہا

اورفتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔

ثم ساق الطبري بسندہ الی ابن عمر انہ فعل ذلک برجل ومن طریق ابی ہریرہ انہ فعل

اور موطا امام مالک میں ہے۔

ان سالم بن عبد اللہ کان اذاارادان یحرم دعابا لجملین فقص شاربہ واخذ من لحیتہ ایضا

موطا میں ہے۔

ان عبد اللہ بن عمر کان اذاافطر من رمضان وہویرید الجمع لم یاخذ من راسہ ولا من لحیتہ شیا حتی یحج

ترجمہ۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حج یا عمرہ کا ارادہ کرتے تو اپنی داڑھی مبارک مٹھی میں لیتے جو مٹھی سے زیادہ ہوتی تو اس کو کاٹ ڈالتے۔ اورفتح الباری شرح بخاری میں ہے۔ کہ پھر طبری نے اس حدیث کی سند کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچایا کہ انہوں نے خود یہ فعل کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انھوں نے کسی اور شخص سے یہ فعل کیا۔ اورابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے بھی یہ فعل کیا۔ اور موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ کہ سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو قینچی منگوا کر اپنی مونچھیں کاٹ ڈالتے۔ اور اپنی داڑھی سے بھی کچھ بال لیتے۔ ایضاً موطا میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رمضان المبارک سے فارغ ہوتے۔ اور حج کا ارادہ بھی ہوتا تو اپنی داڑھی اور سر کے بال نہ کاٹتے۔ یہاں تک کہ حج مبارک سے فارغ ہوتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شوال اور ذی قعدہ اور عشرہ ذی الحج تک نہیں کتراتے تھے باقی مہینوں میں قبضے سے اگر زائد ہوجاتی تھی۔ توکتراتے اور سبب کترانے کا طول داڑھی کا ہے نہ نسک (اعمال حج) کیونکہ اخذ من اللحۃ (داڑھی کا کٹانا) کسی اہل علم کے نزدیک نسک سے نہیں ہے۔ سر کے بالوں کا حلق اور قصر بلاشک نسک سے ہے۔ زیادہ طول لحیہ بعض علماء مکروہ لکھتے ہیں۔ کالقاضی عیاض وغیرہ مگر حدیث صحیح اعفوا اللحی سے ثابت ہے کہ مکروہ نہیں اور قبضہ سے زائد کترانا منافی اعفاء کا نہیں ہے۔ اگرچہ کامل اعفاء طول میں ہے۔ حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ استذکار میں لکھتے ہیں۔

وفی اخذ ابن عمر فی الحج من مقدم لحیتہ دلیل علی جواز اخذ من اللحیۃ فی غیر الحج لانہ لوکان ذلک غیر جائز فی سائر الزمان ما جاز فی الحد لانہم انما امروان یحلقوا اویقصروا اذا حلوا من حجہم مانہوا عنہ فی احرامہم وابن عمر روي عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعفوا اللحی وہو اعلم بعنی ما روي وکان المعنی عندہ وعند جمہو العلماء الاخذ من اللحیۃ ما نظائر وتفاحش وسمج واللہ اعلم وروي عن علی انہ کان یاخذ من لحیۃ ممایلی وجہہ وقال ابراہیم کانوا یاخذون من عوارض لحام وکان ابراہیم یاخذ من عوارض لحیۃ وعن ابی ہریرہ انہ کان یاخذ من اللحیۃ ما فضل من القبضۃ وعن ابن عمر مثل ذلک ومن الحسن مثلہ وقال قتادۃ ما کانوا یاخذون من طولہا الا فی حج او عمرۃ وکانوا یاخذون من العارضین کل ہذا من کتاب ابی بکر بم ابی شیبۃ بالاسانید اخبرنا عبد الوارث ثنا قاسم ثنا الحسینی ثنا محمد بن ابی نجیع عن مجاہد قال رایت ابن عمر قبض علی لحیتہ بیدہ ثم قال للحجام خذ ما تحت القبضۃ انتہی

ترجمہ۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایام حج میں اپنی داڑھی کے آگے سے بال لینا اس بات پر دلیل ہے۔ کہ غیر ایام حج میں بھی یہ فعل جائز ہے۔ کیونکہ اگر یہ فعل تمام ازمنہ میں ناجائز ہو تو حج میں بھی جائز نہ ہوتا۔ کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو تو یہ حکم تھا کہ جب وہ حج سے فارغ ہوں۔ تو وہ اپنے بال منڈوا دیں۔ یا کتروا دیں جس سے ان کو احرام کی

حالت میں روکا گیا تھا۔ اورعبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ اعفوا اللحی (داڑھیوں کو بڑھاؤ) اورخود مٹھی سے بال زیادہ لیتے تھے۔ اس حدیث کا مطلب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب جانتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورجمہور علماء کے نزدیک یہ جائز ہے کہ وہ بال لئے جایئں جو زائد اور پراگندہ ہوں۔ اور بُرے معلوم ہوں۔ واللہ اعلم۔ اورعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی داڑھی کے دایئں بایئں سے بال لیتے تھے۔ اورابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین دایئں بایئں کے بال لیتے تھے۔ اورابراہیم رحمۃ اللہ علیہ خود بھی اپنی داڑھی کے دایئں بایئں بال لیتے تھے۔

اورابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی داڑھی کے طول کی طرف سے وہ بال لیتے تھے جو مٹھی سے زیادہ ہوتے۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔ اورحسن رحمۃ اللہ علیہ سے اورقتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین ایام حج اور عمرہ کے سوا اور دنوں میں داڑھی کے لنبان کی طرف سے بال کبھی نہ کاٹتے تھے۔ اورداڑھی کے دایئں بایئں طرف سے بال لیتے تھے۔ یہ سب مضمون مذکورہ بالا ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں باسناد ثابت ہے۔ کہا خبر دی ہم کو عبد الوارث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث سنائی ہم کو قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث سنائی ہم کو حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث سنائی ہم کو محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حدیث سنائی ہم کو سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث سنائی ہم کو ابن ابی الجیح نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں نے عبدللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ اس نے اپنی داڑھی کی مٹھی بھری پھر حجام کو کہا کہ جو مٹھی سے نیچے ہے کاٹ ڈال اور قبضہ سے کم رکھنا داڑھی کا ناجائز ہے۔ کیونکہ اعفاء کا خلاف ہے۔ اوراعفاء کے خلاف شارع کی طرف سے امر وارد ہے۔ اور امر جب تک قرینہ صارفہ نہ ہو۔ وجوب پر محمول ہوتا ہے۔ اوریہاں قرینہ صارفہ کوئی نہیں۔ تو اس امر وجوب کے واسطے ہے۔ اوروجوب کے خلاف کرنا گناہ ہے۔ اورحدیث

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ياخذمن لحيتہ ن طولها وعرضها رواه الترمذي

اہل حدیث کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ (حررہ الراجی رحمۃ ربہ القوی ابوداوٗد عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (27مارچ 1953ء۔ الاعتصام گوجرانوالہ)

1۔ کیونکہ صیغہ امر سے مخاطب فرمایا اورامر وجوب کےلئے آتا ہے۔ جیسا کہ اصول سے ثابت ہے

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امرتسری]

جلد2 ص123

محدث فتویٰ